یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے
ہر اِک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

ماہنامہ

فیضانِ حیدرِ کرّار کرم اللہ وجہہ الکریم

بالاکوٹ

شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/مارچ ۲۰۲۳ء

شمارہ نمبر:2

شبِ برات



مدیرِ اعلیٰ

ابوحنظلہ
سید فرحان فضیلت شاہ کاظمی مشہدی

حمدِ باری تعالیٰ

اے خالق و مالک ربِّ عُلیٰ سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ
تُو رب ہے میرا میں بندہ تیرا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

ہم منگتے ہیں تُو مُعْطِیْ ہے ہم بندے ہیں تُو مولیٰ ہے
محتاج تیرا ہر شاہ و گدا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

ہم جرم کریں تُو عفو کرے ہم قہر کریں تو مہَر کرے
گھیرے ہے جہاں کو فضل تیرا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

تُو والی ہے ہر بیکس کا تُو حامی ہے ہر بے بس کا
ہر اک کے لیے در تیرا کھلا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

ہم عیبی ہیں ستّار ہے تُو ہم مجرم ہیں غفّار ہے تُو
بدکاروں پر بھی ایسی عطا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

تیرے عشق میں روئے مرغِ سحر، تیرا نام ہے مرہمِ زخمِ جگر
تیرے نام پہ میری جان فدا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

یہ سالک مجرم آیا ہے اور خالی جھولی لایا ہے
دے صدقہ رحمتِ عالم کا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

دیوانِ سالک از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیء رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ اوروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ مِرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنّا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تِری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

اُنہیں جانا، اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمد میں دنیا سے مسلمان گیا

آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

جان و دل ہوش و خِرَد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ، سارا تو سامان گیا

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

درسِ قرآن مجید

عنوان: جنتی لاٹھی

(دوسرا حصہ)

از قلم: علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

(گذشتہ سے پیوستہ) تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف پایا ہم نے فرمایا ڈر نہیں بیشک تو ہی غالب ہے اور ڈال تو دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے اور اُن کی بناوٹوں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے تو سب جادوگر سجدے میں گرا لئے گئے بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے۔

(پ16، طہٰ 65تا70)

عصا مارنے سے چشمے جاری ہوگئے

بنی اسرائیل کا اصل وطن مُلکِ شام تھا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے دورِ حکومت میں یہ لوگ مصر میں آکر آباد ہوگئے اور ملکِ شام پر قوم عمالقہ کا تسلط اور قبضہ ہوگیا۔ جو بدترین قسم کے کفار تھے۔ جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خطرات سے اطمینان ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قومِ عمالقہ سے جہاد کرکے ملکِ شام کو اُن کے قبضہ و تسلط سے آزاد کرائیں۔ چنانچہ آپ چھ لاکھ بنی اسرائیل کی فوج لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوگئے مگر ملکِ شام کی حدود میں پہنچ کر بنی اسرائیل پر قومِ عمالقہ کا ایسا خوف سوار ہوگیا کہ بنی اسرائیل ہمت ہار گئے اور جہاد سے منہ پھیر لیا۔ اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ سزا دی کہ یہ لوگ چالیس برس تک "میدان تیہ" میں بھٹکتے اور گھومتے پھرے اور اس میدان سے باہر نہ نکل سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اُن لوگوں کے ساتھ میدانِ تیہ میں تشریف فرما تھے۔ جب بنی اسرائیل اس بے آب و گیاہ میدان میں بھوک و پیاس کی شدت سے بے قرار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے اُن لوگوں کے کھانے کے لیے "من و سلویٰ" آسمان سے اُتارا۔ مَن شہد کی طرح ایک قسم کا حلوہ تھا، اور سلویٰ بھنی ہوئی بٹیریں تھیں۔ کھانے کے بعد جب یہ لوگ پیاس سے بے تاب ہونے لگے اور پانی مانگنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مار دیا تو اُس پتھر میں بارہ چشمے پھوٹ کر بہنے لگے اور بنی اسرائیل کے بارہ خاندان اپنے اپنے ایک چشمے سے پانی لے کر خود بھی پینے لگے اور اپنے جانوروں کو بھی پلانے لگے اور پورے چالیس برس تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا جو عصا اور پتھر کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ قرآن مجید نے اس واقعہ اور معجزہ کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًاؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔

(پ1، البقرۃ:60)

عصا کی مار سے دریا پھٹ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مدتِ دراز تک فرعون کو ہدایت فرماتے رہے اور آیات و معجزات دکھاتے رہے مگر اس نے حق کو قبول نہیں کیا بلکہ اور زیادہ اس کی شرارت و سرکشی بڑھتی رہی۔ اور بنی اسرائیل نے چونکہ اس کی خدائی کو تسلیم نہیں کیا اِس لیے اس نے اُن مومنین کو بہت زیادہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اِس دوران میں ایک دم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی اُتری کہ آپ اپنی قوم بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لے کر رات میں مصر سے ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر رات میں مصر سے روانہ ہو گئے۔

جب فرعون کو پتا چلا تو وہ بھی اپنے لشکروں کو ساتھ لے کر بنی اسرائیل کی گرفتاری کے لیے چل پڑا۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تو بنی اسرائیل فرعون کے خوف سے چیخ پڑے کہ اب تو ہم فرعون کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں گے اور بنی اسرائیل کی پوزیشن بہت نازک ہو گئی کیونکہ اُن کے پیچھے فرعون کا خونخوار لشکر تھا اور آگے موجیں مارتا ہوا دریا تھا۔ اس پریشانی کے عالم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مطمئن تھے اور بنی اسرائیل کو تسلی دے رہے تھے۔ جب دریا کے پاس پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ تم اپنی لاٹھی دریا پر مار دو۔ چنانچہ جونہی آپ نے دریا پر لاٹھی ماری تو فوراً ہی دریا میں بارہ سڑکیں بن گئیں اور بنی اسرائیل ان سڑکوں پر چل کر سلامتی کے ساتھ دریا سے پار نکل گئے۔ فرعون جب دریا کے قریب پہنچا اور اس نے دریا کی سڑکوں کو دیکھا تو وہ بھی اپنے لشکروں کے ساتھ اُن سڑکوں پر چل پڑا۔ مگر جب فرعون اور اس کا لشکر دریا کے بیچ میں پہنچا تو اچانک دریا موجیں مارنے لگا اور سب سڑکیں ختم ہو گئیں اور فرعون اپنے لشکروں سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا کہ: فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَۚ(61) قَالَ كَلَّاۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ(62) فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِۚ(63) وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَۚ(64) وَ اَنْجَیْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَۚ(65) ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَؕ(66) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةًؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(67) ترجمہ: پھر جب آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو اُنہوں نے آلیا موسیٰ نے فرمایا: یوں نہیں بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو پھر دوسروں کو ڈبو دیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ (پ19، الشعراء: 61تا67)

یہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مقدس لاٹھی کے ذریعہ ظاہر ہونے والے وہ تینوں عظیم الشان معجزات جن کو قرآن کریم نے مختلف الفاظ اور متعدّد عنوانوں کے ساتھ بار بار بیان فرما کر لوگوں کے لئے عبرت اور ہدایت کا سامان بنا دیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

درسِ حدیث شریف

عنوان سچ جنت کی طرف لے جاتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ، وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَکُوْنَ صِدِّیْقًا. وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ: {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ} [التوبۃ:119] وَمَا یُنْھٰی عَنِ الْکَذِبِ)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک! سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں ’صدّیق‘ لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ بے شک بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں ’کذّاب‘ (یعنی بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔“

شرح: علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق ہے: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (پ۳۰، الانفطار:۱۳-۱۴) ترجمہ: بے شک نیکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں یعنی سچائی انسان کو ابراروں (نیک لوگوں) کے گروہ میں داخل کر دیتی ہے اور ابراروں کے لئے جنت کی نعمتیں ہیں جبکہ جھوٹ انسان کو فجاروں (گنہگاروں) میں داخل کر دیتا ہے اور ان کے لئے جہنم ہے۔ صدق مومن کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (پ۱۱، التوبۃ:۱۱۹) ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو۔ مذکورہ آیت میں صدق کو تقویٰ کے فوراً بعد ذکر کیا گیا ہے (یعنی جس طرح تقویٰ ایک بہت اچھی صفت ہے اور متقین کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اُونچا مقام ہے۔ اِسی طرح صدق بھی بہت ہی اچھی صفت ہے)۔ حضرت حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: آپ کو یہ بلند مرتبہ و مقام کس عمل کے سبب حاصل ہوا؟ فرمایا: ”سچی بات کہنے، امانت میں خیانت نہ کرنے اور فضول باتوں کو چھوڑ دینے کے سبب۔“ (شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب قول اللہ عزوجل: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ.......الخ)

اللہ کریم! اس حدیثِ مبارکہ کے صدقے و طفیل ہمیں سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ سچوں کے ساتھ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

(ماخوذ از فیضانِ ریاض الصالحین)

مقامِ سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا

از قلم: پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی

سیدۂ کائنات، مخدومۂ اُمم، شہزادیٔ کونین، اصلِ نسلِ رسول، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کوئی معمولی ہستی نہیں ہیں، آپ اپنے اصول کے لحاظ سے جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسلِ پاک اور امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان وجگر ہیں۔

1۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے جوڑے کے لحاظ سے شمعِ شبستانِ ولایت، خاتمِ خلافتِ نبوت، فاتحِ سلاسلِ طریقت، اسد اللہ الغالب اور مطلوب کل طالب فاتحِ خیبر ساقیٔ کوثر سیدنا مولی علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی زوجہ محترمہ ہیں۔

2۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی ذات کے لحاظ سے شبیہِ مصطفیٰ، سردارِ خواتینِ جہاں و جناں، ملکۂ روزِ جزا اور شریکِ زُمرۂ اہلِ کساء ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی پیشانی مبارک بوسہ گاہِ مصطفی ہے۔

3۔ آپ اپنے فروع کے لحاظ سے سردارانِ جنّت و شہداءِ کربلا کی امِّ محترم اور لاکھوں سیدوں، اماموں، غوثوں قطبوں کی جدہ طیبہ ہیں۔

4۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں ساری امت کچھ یوں رطب اللسان رہتی ہے: سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ، صادقہ، صالحہ، صائمہ، صابرہ، شاکرہ، عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، ذاکرہ، راضیہ، عابدہ، عالمہ، عاملہ، کاملہ، عادلہ، سالکہ، مالکہ، حاکمہ، راحمہ، عاطفہ، شاہدہ، ناصرہ، حامدہ، خاشعہ، کاملہ۔

5۔ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا کاشانۂ اقدس وہ مقدس ترین مقام ہے جہاں سیادت، امامت، شرافت، طہارت، نفاست، نجابت، امارت، سخاوت، ہدایت، اصالت، متانت، ولایت، کرامت، قرابت، بشارت، لطافت، ریاست، شجاعت، عنایت، فراست، فصاحت، بلاغت، شفاعت، نزاہت، عبادت، ریاضت، صداقت، عدالت، شہادت، شریعت، طریقت، غوثیت، قطبیت، عزت، عظمت، شوکت، عفت، رفعت، بصیرت، نعمت، جرأت، سطوت، حکومت اور حکمت کے پھریرے لہرا رہے ہیں۔

6۔ یہ ہیں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔ ایسی پاک ہستی کا تو نام بھی جب منہ سے بولا جائے بلکہ ذہن میں بھی سوچا جائے تو بندے کو ادب کے لحاظ سے انتہائی حد تک چوکنا ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اس بارگاہ کی ذرّہ برابر بے ادبی بھی آدمی کو اوجِ ثریا سے قعرِ مذلّت (ذلّت کے گڑھے) میں گرا دینے کے لیے کافی ہے۔

7۔ تمام صحابہ واہل بیت میں آپ ہی وہ واحد ہستی ہیں جنہیں 'بتول' کے عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی وہ پاک ذات جو مال و دولت دنیا سے بالکل بے زار اور خالصتاً اپنے رب کریم سے لو لگانے والی ہو۔ یہ لقب خود شہادت دے رہا ہے کہ آپ کا مقام ہر طرح کے حرص سے بالکل پاک اور دنیا کی چیزیں مانگنے سے کھربوں گنا بلند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شانوں والی خود اپنی مقدس فطرت بھی یہی تھی اور بارگاہِ رسالت سے بھی آپ کی عظیم تربیت یہی تھی۔

جیسے صدیق کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو اسکی شانِ صداقت کے خلاف ہو، فاروق کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو اسکی شانِ عدالت کے خلاف ہو، غنی کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو اسکی شانِ سخاوت کے خلاف ہو، حیدر

کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو اسکی شانِ شجاعت کے خلاف ہو۔ بالکل اسی طرح بتول بھی کوئی ایسا کام نہیں کر سکتی جو اس کی شان بتولیت کے خلاف ہو۔

لہٰذا آپ رضی اللہ عنہا کی ذاتِ پاک (جو کہ کل کائنات کی مالکہ ہیں) کو اس حوالے سے مشہور کرنا کہ آپ فِدَک کی طالبہ تھیں، ایسی تشہیر شانِ بتولیت کے بالکل خلاف اور کھلی بے ادبی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جب بھی طلبِ فِدَک کا تذکرہ کیا جائے تو اس کے ساتھ ان تمام حکمتوں اور مصلحتوں کا تذکرہ بھی ضرور کیا جائے جو اس موقع کی مناسبت سے متوقع ہو سکتی ہیں، ورنہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت، شانِ بتولیت اور مقام سیادت پر حرف آئے گا۔

8۔ یہ تو وہ بارگاہِ عظمت ہے کہ جہاں دل و دماغ، ظاہر و باطن اور قلم و قرطاس سب کچھ ادب کے ساتھ جھکا کر بات کرنا لازم ہے۔ یہاں ذرا سی بھی لغزش ایمان کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیتی ہے۔ بعض اسلاف کا عالم تو یہ تھا کہ جب سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا کرتے تو ادباً قلم کی نوک کو ڈھانپ لیا کرتے۔

9۔ وقت کے عظیم امام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سیدۂ کائنات فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی کیسے تعظیم کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حدیث "لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" (اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتیں تو میں انکے ہاتھ کاٹ دیتا) اپنی کتاب میں نقل کی، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے احترام میں انکا نام حذف کر دیا۔ عبارت کچھ یوں ہے: وَقَطَعَ امْرَأَةً لَهَا شَرَفٌ فَكُلِّمَ فِيهَا فَقَالَ: «لَوْ سَرَقَتْ فُلَانَةُ لِامْرَأَةٍ شَرِيفَةٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا» اگر فلان معزز خاتون بھی چوری کرتی تو ان کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ (الام 7/433)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کبار ائمہ اہل سنت میں شمار ہوتے ہیں اور بیان بھی حدیث نبوی فرما رہے ہیں مگر سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا احترام ہی اتنا ہے کہ ادباً نام تک نہیں لیا۔

10۔ سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کی شان میں، حدائق بخشش حصہ سوم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کمال شعر ملاحظہ فرمائیں:

نور، بنتِ نور، زوجِ نور، اُمِ نور و نور

نورِ مطلق کی کنیز اللہ رے لہنا نور کا

شعر کی مختصر تشریح: ۱ نور ۲ بنتِ نور ۳ زوجِ نور ۴ اُمِ نور ۵ و نور ۶ نورِ مطلق ۷ کی کنیز اللہ رے لہنا نور کا

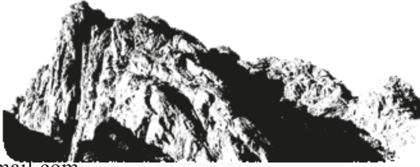
اس شعر میں سات مرتبہ لفظِ نور استعمال ہوا ہے اور ہر مرتبہ علیحدہ معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بالترتیب ملاحظہ ہو۔

۱ سیدۂ کائنات (سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا) ۲ سرور کائنات (سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۳ مولائے کائنات (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) ۴ ۵ حسنِ کائنات اوّل و دوم (امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ) ۶ خالقِ کائنات (اللہ تعالیٰ) ۷ نورِ کائنات (روشنی، چمک)۔

لہنا کا معنی ہے نصیب، بخت۔

ترجمۂ شعر: خود نور، نور کی لختِ جگر، نور کی زوجہ محترمہ، دو نوروں (حسن و حسین) کی ماں، نورِ مطلق (اللہ تعالیٰ) کی عظیم بندی، سبحان اللہ نور کے کمال نصیب تو دیکھو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ بوسیلۂ مصطفیٰ ہم سب کو سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کا فیضان نصیب فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)



طورِ سینا

باب 1 ولادت

از قلم: علامہ منیب اقبال
muneeb78692@gmail.com

سپاہی آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ "قابلہ" کا حضرت "لوحا" کے گھر میں کیا کام؟ جبکہ حضرت لوحا کے گھر میں تو کسی بچے کی پیدائش ہونے ہی نہیں والی، قابلہ گھر میں داخل ہوئی، قابلہ کا تو کام ہی یہ تھا کہ جہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہوتی وہ وہاں پہنچ جاتی اور لڑکا پیدا ہوا یا لڑکی اس بارے میں سپاہیوں کو بتاتی۔ سپاہیوں کو بادشاہ کی طرف سے یہ حکم جاری تھا کے اگر لڑکا پیدا ہو تو ذبح کر دینا اور لڑکی پیدا ہو تو زندہ چھوڑ دینا، لیکن اس مرتبہ قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اس مرتبہ جو لڑکا پیدا ہونا تھا اسے ذبح ہونے سے بچنا تھا۔ قابلہ انتظار کر رہی تھی کہ بچہ پیدا ہو اور میں سپاہیوں کو اطلاع دوں۔ خدا کا حکم ہوتا ہے اور بچہ پیدا ہوتا ہے۔ انتہائی خوبصورت، گورا رنگ، آنکھیں ایسی کے دیکھتے ہی دل میں محبت پیدا ہو جائے۔ لیکن سب سے نمایاں بات یہ تھی کہ بچے کی آنکھوں کے درمیان ایک ایسا نور تھا جس سے آس پاس کی ہر چیز روشن ہو گئی اور یہی نور اس بچے کے خاص ہونے کی نشانی تھی۔ قابلہ سپاہیوں کو اطلاع دینا چاہتی تھی لیکن بچے کو دیکھ کر وہ بھی اس بچے کی محبت میں مبتلا ہو گئی۔ قابلہ کہنے لگی "اے لوحا! میں تیرے پاس اس لیے آئی تھی کہ تیرے بچے کو قتل کروا سکوں لیکن اس بچے کی محبت میرے دل میں داخل ہو گئی ہے۔ بس اپنے بچے کی حفاظت کرنا۔ اس بچے کے بہت دشمن ہونگے"۔ یہ کہہ کر قابلہ گھر سے نکل گئی۔ لیکن سپاہیوں نے اسے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا۔ سپاہی گھر کی تلاشی لینے کی نیت سے حضرت لوحا کے گھر کی طرف بڑھے، کلثوم دوڑتی ہوئی آئیں، گھر میں داخل ہوئی اور حضرت لوحا سے کہا "امی جان! سپاہی آرہے ہیں گھر کی تلاشی لینے" بڑی بہن ہونے کے ناطے انہیں اپنے بھائی سے بہت محبت تھی۔ کلثوم کا یہ کہنا تھا اور سپاہی اندر داخل ہو گئے۔ کلثوم نے گھبرا کر انھیں اٹھایا اور جلتے ہوئے تنور (تندور) کے برابر میں لٹا دیا اور خود انکو چھپانے کیلیے اُنکے آگے کھڑی ہو گئیں تاکہ سپاہی دیکھ نہ سکیں۔ سپاہی اندر داخل ہوئے پوچھا: "قابلہ کا کیا کام تھا اس گھر میں؟ کیوں آئی تھی وہ یہاں؟" سپاہیوں کا انداز بڑا سخت تھا حضرت لوحا اور کلثوم دونوں خوفزدہ تھیں کہ کہیں سپاہیوں کی نظر بچے پر نہ پڑ جائے۔ سپاہیوں نے گھر کی تلاشی شروع کی بستر، برتن ہر چیز اُلٹ پلٹ دی۔ جب کہیں بھی بچہ نہ ملا تو تنور کی طرف بڑھے۔ لیکن پھر سوچا کہ کون اپنے نومولود بچے کو تنور کے پاس رکھنے کا خطرہ کون مول لے گا۔ یہ سوچ کر وہ واپس پلٹ گئے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔

حضرت لوحا کی جان میں جان آئی۔ کلثوم نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد حضرت لوحا نے پوچھا: "میرا بیٹا کہاں ہے؟" کلثوم پیچھے گھومیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ بچہ موجود ہی نہیں۔ اللہ اکبر! اپنے بچہ کو لمحہ کیلیے بھی کھونے کا تصور ایک ماں کیلیے قیامت سے کم نہیں ہوتا۔ ابھی دونوں سکتہ کے عالم میں ہی تھیں کہ انھیں بچے کی ہنسی سنائی دی۔ وہ آواز تنور کے اندر سے آ رہی تھی۔ گھبرا کر تنور کے اندر دیکھا تو وہ بچہ انتہائی اطمینان سے کھیل رہا تھا۔ رب نے اس بچے کیلیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔

یہ پہلی بار نہیں تھا کہ کسی کیلیے آگ ٹھنڈی کردی گئی ہو۔ اس بچے کے پردادا کیلیے بھی آگ ٹھنڈی ہوئی تھی۔ حضرت لوحا نے لپک کر بچے کو تنور سے باہر نکالا، گلے لگایا اور اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اُن کی اور اِس بچے کی جان بچائی۔

وقت گزر تا رہا۔ تقریباً چار ماہ تک حضرت لوحا اپنے بچے کو اپنا دودھ پلاتی رہیں۔ لیکن اب زیادہ عرصہ اس بچے کے راز کو سب سے چھپائے رکھنا ناممکن تھا۔ پریشان تھیں۔ اللہ نے انکے دل میں الہام کے ذریعے ایک حکم بھیجا۔ حکم یہ تھا کہ بچے کو تابوت میں ڈال کر تابوت بند کیا جائے اور اسے دریائے نیل میں ڈال دیا جائے۔ حکم تھا۔ تکمیل بھی کرنی تھی۔ حضرت لوحا تابوت والے کی دکان پر گئیں۔ تابوت والے سے تابوت خریدنے کے بات کی۔ تابوت والے نے پوچھا "اے لوحا! تابوت کی کیا ضرورت پڑی ہے؟" حضرت لوحا سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔ بتادیا کہ اپنے بچے کو اس میں ڈال کر دریا میں ڈالنا ہے تاکہ سپاہیوں کو معلوم نہ ہو جائے اور یہ بچہ بچ جائے۔ تابوت بنانے والے نے خاموشی سے تابوت دے دیا لیکن اسکی نیت خراب ہوئی۔ سوچا اگر سپاہیوں کو بتادوں گا اس بچے کے بارے میں تو سپاہی خوش ہونگے۔ بادشاہ تک بات پہنچے گی ہوسکتا ہے وہ بھی خوش ہوجائے اور مجھے کچھ انعام وغیرہ مل جائے۔

دوڑتا ہوا گیا سپاہیوں کی طرف۔ سپاہی خوش گپیوں میں مصروف تھے جیسے ہی انکے پاس پہنچا تو اللہ نے اس سے بولنے کی طاقت چھین لی گویا کہ منہ پر کوئی تالا لگ گیا ہو۔ جب منہ سے آواز نہ نکلی تو ہاتھوں سے اشارہ کرنے لگا۔ سپاہی اشارے نہ سمجھ سکے اور انہیں لگا کہ یہ ہمارا مذاق اڑانے آیا ہے۔ اس بات پر سپاہیوں نے اسکو مارنا شروع کردیا۔ وہ پِٹ کر واپس آگیا۔ جیسے ہی دکان پر واپس آیا، زبان چل پڑی۔ جب بولنے لگا تو واپس دوڑا سپاہیوں کی طرف۔ وہاں پہنچا پھر زبان بند۔ اشارہ کیا۔ سپاہیوں نے پھر مارنا شروع کردیا۔ بچ بچا کر واپس آیا۔ واپس آتے ہی زبان بولنے لگی۔ اب سوچا، لوحا کے گھر جا کر خود بچے کو دیکھوں گا اور آواز لگا کر سپاہیوں کو بلاؤں گا۔ اِسی ارادے سے گھر کی طرف بڑھا۔ گھر میں داخل ہوا۔ خدا کی قدرت دیکھیے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس بچے کے رب نے اس کی دیکھنے کی صلاحیت بھی ختم کردی۔ آنکھوں میں اندھیرا دیکھ کر اب اسکے چودہ طبق روشن ہوگئے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ بچہ یقیناً عام بچوں کی طرح نہیں اس بچے کی حفاظت کا انتظام کوئی بہت بڑی طاقت کر رہی ہے اور وہ یہ ارادہ ترک کرکے واپس چلا گیا۔

حضرت لوحا وہ تابوت گھر لا چکی تھیں۔ لیکن اپنے لختِ جگر کو اپنے آپ سے کیسے دور کرتیں۔ کلثوم بھی بھائی کی جدائی پر اداس تھیں۔ لیکن حکم تھا اور پورا کرنا تھا۔ آخر کار اس بچے کو تابوت میں ڈالا۔ تابوت کو بند کیا۔ تالا لگایا۔ رات کے اندھیرے میں خاموشی سے اس تابوت کو سمندر میں ڈال دیا اور بھرے دل کے ساتھ گھر آگئیں۔ حضرت لوحا ماں تھیں۔ خود تو گھر آگئیں لیکن کلثوم کو کہا کہ جب تک یہ تابوت دریا میں تیرتا ہوا نظروں سے اوجھل نہ ہوجائے اس وقت تک واپس نہ آنا۔ کلثوم کافی دیر تک کھڑی رہیں۔ جب تابوت غائب ہوگیا پھر واپس آئیں۔ حضرت لوحا افسردہ تھیں اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے کوشش کر رہی تھیں کہ انکا لختِ جگر، انکا بیٹا، انکا "موسیٰ" ان سے بچھڑ چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہینہ شعبان المعظم

از قلم: سید فرحان فضیلت شاہ کاظمی مشہدی

ماہِ شعبان المعظم وہ عظیم مہینہ ہے کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزوں کی کثرت فرمایا کرتے تھے چنانچہ سنن نسائی کتاب الصیام میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھتے دیکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ذَالِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ، یہ رجب اور رمضان کے درمیان وہ مقدس مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ جب میرا عمل رب تعالیٰ کے حضور پیش ہو تو میں روزے سے ہوں۔

سنن ابی داوٗد کتاب الصیام میں ہے: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ أَحَبَّ الشُّهُوْرِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم أَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام مہینوں میں شعبان کے روزے زیادہ پسند تھے یہاں تک کہ اسے رمضان سے ملادیا کرتے۔

ترمذی شریف بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ الصَّدَقَةِ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال ہوا، کہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: شَعْبَانُ لِتَعْظِيْمِ رَمَضَانَ، تعظیمِ رمضان یعنی استقبالِ رمضان کے لیے شعبان کے روزے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کے تقاضے کے پیشِ نظر ہمیں بھی جس قدر استطاعت ہو اس ماہ میں روزے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اسی مہینے میں آیتِ درود کا بھی نزول ہوا اور رب العالمین کی بارگاہ سے درود پاک کا حکم تشریف لایا: یوں تو ہر دن ہر رات ہمیں محبوبِ کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درودِ پاک کی کثرت کرنی چاہیے لیکن اس مہینے میں خصوصیت کے ساتھ درود وسلام کی کثرت کرنی چاہیے۔

حضور سید الاولیاء غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شعبان کے حروف کے اسرار و رموز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ حروف ہیں ش ع ب ا ن، ش سے مراد ہے شَرَف یعنی بزرگی، ع سے مراد ہے عُلُو یعنی بلندی، ب سے مراد ہے بِر یعنی نیکی، الف سے مراد ہے الفت یعنی محبت، اور ن سے مراد ہے نور۔ ان حروف سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ماہِ شعبان میں بندوں کو رب تعالیٰ کی یہ نعمتیں عطا ہوں گی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اَلْغُنْيَةُ میں فرماتے ہیں: ہر صاحبِ عقل مومن کو چاہیے کہ اس مہینے میں غفلت نہ برتے، بلکہ اسی ماہِ مبارک میں سابقہ غفلتوں کوتاہیوں سے توبہ کے ذریعے گناہوں سے پاکیزگی حاصل کرے، رمضان المبارک کے استقبال کی تیاری کرے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرے اور شعبان کے مہینے میں بارگاہِ خداوندی میں صاحبِ مہینہ پیکرِ حمد وثنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ لے یہاں تک کہ اس کے دل کا فساد دور ہو اور اس کے باطن کا مرض دفع ہو جائے۔

شبِ برأت

شعبان المعظم کی پندرہویں رات خصوصی رحمتوں اور برکتوں والی رات ہے، جہنم سے آزادی اور بخشش کے پروانے تقسیم ہونے کی رات ہے۔ سنن ابن ماجہ کی حدیثِ مبارکہ ہے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی عبادت کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو کہ اس رات اللہ تعالیٰ سورج غروب ہوتے ہی آسمانِ دُنیا پر خاص تجلی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی کا طلب گار کہ اُسے روزی عطا کروں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اُسے عافیت عطا کروں، ہے کوئی ایسا؟ ہے کوئی ایسا؟ یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوجائے۔ اللہ اکبر! اس حدیث مبارک سے اندازہ لگائیے کہ نصفِ شعبان کی رات کتنی عظیم اور اہم رات ہے، یقیناً خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، قرآن پاک کی تلاوت کریں گے رب العالمین سے رزق، مغفرت اور عافیت کا سوال کریں گے اور اپنے من کی مرادیں پائیں گے۔

ان شاء اللہ ہم بھی کوشش کریں کہ اس رات شب بیداری کا اہتمام کریں، رات عبادت میں گزاریں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، اللہ کا ذکر کریں، درود پاک پڑھیں اوراد و وظائف پڑھیں، نوافل ادا کر کے زیادہ سے زیادہ اس رات کی برکتیں حاصل کریں۔

جامع ترمذی میں حدیث مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات آسمانِ دُنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔

اللہ اللہ! قبیلۂ بنی کلب عرب کا وہ قبیلہ ہے جو بکریاں پالنے میں مشہور تھا ہزاروں بکریاں پالتا تھا۔ ایک بکری کے بالوں کی ہم گنتی نہیں کر سکتے اور حدیث مبارک میں ہے کہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی بخشش ہوتی ہے۔ اللہ کریم اس رات بخشے جانے والے خوش نصیبوں میں ہمارا بھی نام تحریر فرمائے۔

یقیناً شبِ برأت بڑی بخششوں رحمتوں والی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھیں احادیثِ مبارکہ میں کچھ ایسے لوگوں کا بھی ذکر ہے کہ جو اس عظیم رات بھی بخشش و مغفرت سے محروم رہتے ہیں۔

سود کھانے والے، ماں باپ کے نافرمان، مشرک، عادی شرابی، قطع رحمی کرنے والے یعنی رشتے داری توڑنے والے، تکبر سے کپڑا لٹکانے والے، یونہی اپنے دل میں کسی مسلمان بھائی کے بارے میں دشمنی، کینہ اور بغض رکھنے والوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ اللہ رب العزت ان برائیوں سمیت تمام برائیوں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

جس قدر ممکن ہو اس رات کو عبادت کا، ذکر و اذکار کا اہتمام کیجیے، اپنے لیے اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے خیر کی دعائیں کیجیے، ممکن ہو تو پندرہ شعبان کا روزہ بھی رکھیے۔

اللہ کریم ہمیں دینِ اسلام میں پورا پورا داخل فرمائے، باعمل مسلمان بنائے، صحیح معنیٰ میں احکامِ شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، بدبختی و محرومی سے محفوظ فرمائے، سعادت مندوں میں ہمارا نام تحریر فرمائے، اسلام پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ اٰمین یا رب العالمین



استقبالِ رمضان المبارک

از قلم: علامہ حافظ محمد اویس احمد

ماہِ رمضان المبارک کا استقبال کرنا، اسے پانے کیلیے دعائیں کرنا اور اس کے حاصل ہوجانے کے بعد اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنا یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے۔ استقبال کے معنیٰ ہیں "کسی آنے والے کو خوش آمدید کہنا"۔ عربی زبان میں اس کیلیے "اھلاً وّ سھلاً مرحبا" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں یعنی آنے والے کے لیے ہمارے دل میں بڑی کشادگی ہے۔

حضور ﷺ کا استقبالِ رمضان نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک سے بہت محبت فرماتے تھے اسکی جستجو کرتے اور اس کے اہتمام میں شعبان المعظم میں ہی کثرت سے روزے رکھتے اور بڑے شوق سے ماہِ رمضان المبارک کو خوش آمدید فرماتے اور فرطِ محبت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کرتے "مَاذَا یَسْتَقْبِلُکُمْ وَتَسْتَقْبِلُوْنَ" کون تمھارا استقبال کر رہا ہے اور تم کس کا استقبال کررہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی وحی اُترنے والی ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کیا: کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کیا: پھر کیا بات ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اللہَ یَغْفِرُ فِی اَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ لِکُلِّ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ" بے شک اللہ تعالی رمضان المبارک کی پہلی رات ہی تمام اہلِ قبلہ کو بخش دیتا ہے۔ (الترغیب والترھیب للمنذری)

استقبالِ رمضان میں حضور ﷺ کا عظیم الشان خطبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن میں خطبہ دیا، ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمھارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اسکے روزے اللہ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت)۔ جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے کوئی اور مہینے میں فرض ادا کرے اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستّر (۷۰) فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزے دار کو افطار کرائے اسکے گناہوں کیلیے مغفرت ہے اور اسکی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے، حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی یہ ثواب اس شخص کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اسے اللہ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط

مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے۔ جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف یعنی کام میں کمی کرے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیگا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔

اس خطبے کی روشنی میں اپنا محاسبہ کیجیے اس خطبے کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو اپنی ذات سے یہ چند سوالات کرنے چاہئیں ❶ نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر، یہ بشارت سننے کے بعد کیا ماہِ رمضان میں ہماری نمازوں میں اضافہ ہوتا ہے؟ جماعت کی پابندی، تہجد اور نوافل کا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے؟ ❷ کسی کو افطار کرانے کی فضیلت سُن کر کیا ہم ماہِ رمضان میں لوگوں کی آسانی اور سہولت کا ذریعہ بنتے ہیں یا پھر ذخیرہ اندوزی کرکے، ملاوٹ کرکے، چیزیں مہنگی کرکے لوگوں کے نقصان کا ذریعہ بنتے ہیں؟ ❸ صبر، جس کا بدلہ جنت ہے، یہ بشارت سُن کر کیا ماہِ رمضان المبارک میں ہم میں صبر و تحمل پیدا ہوتا ہے؟ یا کہیں ہم لڑنے کیلیے اور اپنی بھوک پیاس کا غصہ دوسروں پر نکالنے کیلیے تیار تو نہیں رہتے؟ کیا ہمیں اپنے نفس اور گناہوں پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے؟ ❹ کیا شبِ قدر کی فضیلت سننے کے بعد بھی کہیں ہماری طاق راتیں بازاروں میں تو نہیں گزر جاتیں؟ ❺ کیا ماہِ رمضان ہم میں تبدیلی پیدا کرتا ہے؟

ایک بہت ہی پیاری حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان سے پہلے لوگوں کو خطبہ دیتے اور ارشاد فرماتے کہ تمھارے پاس رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے پس تم اُس کیلیے تیاری کرو اور اُس کیلیے اپنی نیتیں درست کرلو۔

صحابۂ کرام کا استقبالِ رمضان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ماہِ شعبان المعظم کا چاند نظر آتے ہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تلاوتِ قرآنِ پاک میں مشغول ہو جاتے، اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ کمزور و مسکین لوگ ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کی تیاری کرسکیں۔ حکام قیدیوں کو طلب کرکے جس پر حد (سزا) قائم کرنا ہوتی اس پر حد قائم کرتے بقیہ کو آزاد کردیتے، تاجر اپنے قرضے ادا کردیتے، دوسروں سے اپنے قرضے وصول کرلیتے (یوں ماہِ رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے پہلے ہی اپنے آپ کو فارغ کرلیتے) اور رمضان کا چاند نظر آتے ہی غسل کرکے (بعض حضرات سارے ماہ کیلیے) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ (غنیۃ الطالبین)

خلاصہ اور مقصود

❶ ابھی سے نیت کرلیں کہ ماہِ رمضان سے تقویٰ حاصل کریں گے اور استغفار کو اپنا معمول بنائیں گے۔

❷ رزقِ حرام سے دور رہیں گے بلکہ اپنے رزقِ حلال کو حرام کی آمیزش سے بھی بچائیں گے۔

❸ فحاشیت اور عریانیت کے مناظر سے اپنی آنکھوں کو بچائیں گے اور رمضان المبارک کی حقیقی برکتوں کو حاصل کرنے کیلیے موبائل اور ٹی وی پر وقت ضائع نہیں کریں گے۔

❹ پورے رمضان المبارک میں روز بلاناغہ نمازِ تراویح ادا کریں گے۔

❺ ماہِ رمضان کی ناقدری سے بچیں گے اور رحمت کے خزینے، مغفرت کے پروانے اور جہنم سے آزادی حاصل کرکے رہیں گے۔

(ان شاء اللہ عزوجل)

والدین کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی ...دینی و عصری علوم کا حسین امتزاج

نورِ حمزہ اسلامک اسکول و کالج



ماحول کی آلودگی میں پاکیزگی کا سفر

مڈل پاس ہونہار طلباء کیلیے

مکمل درس نظامی (عالم کورس) + کامرس گریجویشن

ہاسٹل کی سہولت کے ساتھ محدود نشستوں پر داخلوں کا آغاز 4 مارچ بروز ہفتہ سے ہوگا

مزید معلومات کیلیے رابطہ کیجیے **0333-3136303**

نورِ حمزہ اسلامک اسکول و کالج سیکٹر **X-7** گلشن معمار کراچی

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے



ایسی محافل و مجالس جن میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہو، ذکرِ الٰہی کیا جاتا ہو، دعاؤں کا اہتمام ہوتا ہو، اللہ والوں کا ذکر ہوتا ہو، دین سیکھنے سکھانے کا سلسلہ ہوتا ہو یقیناً وہاں اللہ کی رحمتیں برستی ہیں، فرشتے نازل ہوتے ہیں، دلوں کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کے فضل و کرم سے **فیضانِ حیدرِ کرار** کرم اللہ وجہہ الکریم **حیدری ہاؤس** (حیدری محلہ)، مگرہ، جوسچہ، بالاکوٹ میں ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار کو صبح گیارہ بجے سے ایک بجے تک ایسی ہی نورانی روحانی محفل بنام "محفلِ نورِ قرآن" تقریباً تین سال سے مسلسل جاری و ساری ہے۔ جس میں خواتین کے لیے کاظمی ہاؤس میں پردے کے ساتھ اہتمام ہوتا ہے۔

حصولِ ثواب کی خاطر، پریشانیوں سے نجات، رزق میں برکت اور رکاوٹوں سے دوری کے لیے ضرور تشریف لائیں

پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت کی درخواست ہے